۲۲

کامیابی کے چار گُر

(فرمودہ ۱۴؍جون ۱۹۳۵ء)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کے مقدمہ کا فیصلہ سیشن جج گورداسپور نے کر دیا ہے اور بعض اخبارات میں شائع ہو چکا ہے احمدیوں میں سے بھی بہت سے احباب نے اسے پڑھا ہوگا اور میں سمجھتا ہوں کہ جس احمدی نے بھی اسے پڑھا ہوگا اُس کا دل کباب ہو گیا ہوگا اور جس کے دل میں ذرّہ بھی ایمان ہو اُس کو وہ فیصلہ پڑھ کر سخت تکلیف ہونا لازمی امر ہے کیونکہ اس میں بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سخت توہین کی گئی ہے اور آپ کا ذکر عیّاش، متکبّر، متمرّد وغیرہ الفاظ سے کیا گیا ہے۔ پیشتر اس کے کہ کوئی مخلص اپنے اخلاص اور جوش کی وجہ سے قدم اٹھائے، میں چاہتا ہوں کہ اس پوزیشن کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دی ہے اور اس حکومت کی وجہ سے جو آپ لوگوں نے میری بیعت کر کے اپنے اوپر قبول کی ہے اس معاملہ میں جماعت کی راہنمائی کروں۔

میرے نزدیک ہمیں پہلے یہ دیکھ لینا چاہئے کہ حکومت اِس فیصلہ کے بارہ میں کیا قدم اُٹھاتی ہے کیونکہ اگر حکومت چاہے تو وہ دو ماہ کے عرصہ کے اندر اندر اس فیصلہ کے خلاف ہائی کورٹ میں اپیل کر سکتی ہے اس عرصہ میں جماعت کے لوگ خاموش رہیں اگر حکومت ہمارے احساسات کو جو صدمہ پہنچا ہے اُس کا ازالہ کر دے تو پھر سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے ایک ایسا ذریعہ نکال دیا ہے جس سے ہم بغیر ذاتی قربانی کے اپنا مقصد حاصل کر سکتے ہیں لیکن اگر حکومت اپنے رویہ سے یہ ثابت

کرے کہ وہ خوش ہے تو پھر قانونی اور علمی رستے بھی ہمارے لئے کھلے ہیں۔ قانون ہمیں بھی اجازت دیتا ہے کہ جا کر اپیل کریں اور ثابت کریں کہ ہمارے متعلق جو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں وہ غلط ہیں اور علمی طور پر بھی ہمارے پاس ایسا مصالحہ موجود ہے کہ جواب دے سکیں۔ باقی رہا وہ جواب جو احراری دیتے ہیں کہ جس نے گالی دی اُسے مار دیا، اس کے ہم قائل نہیں اور اسے سراسر ناجائز سمجھتے ہیں بلکہ ہماری جماعت میں سے اگر کوئی ایسا فعل کرے تو ہم اسے قابلِ نفرت سمجھتے ہیں۔ ہاں جائز رستے ہمارے لئے کھلے ہیں اور ان پر ہم آج بھی چل سکتے ہیں اور دو ماہ بعد بھی ہائی کورٹ کا دروازہ جس طرح ہمارے لئے آج کھلا ہے دو ماہ بعد بھی کھلا رہے گا اور علمی طور پر جواب جیسا آج دیا جا سکتا ہے دو ماہ چھوڑ دو سال بعد بھی دیا جا سکتا ہے۔ ایک اور تیسرا راستہ بھی ہے اور وہ یہ کہ خدا تعالیٰ سے دعائیں کریں اس کے لئے کسی انتظار کی ضرورت نہیں یہ ہم آج سے ہی شروع کر سکتے ہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ ہر سچے احمدی کے دل سے جوں جوں وہ یہ فیصلہ پڑھتا ہوگا ساتھ ہی ساتھ بددعا نکلتی چلی گئی ہوگی اس کے لئے کسی خطبہ کی ضرورت نہیں اس فیصلہ کو پڑھتے ہوئے اس کے پہلے فقرہ سے ہی ایک احمدی کے دل سے آہ نکلی ہوگی ایسی آہ جو خدا کے عرش کو ہلا دیتی ہے۔

پس یہ تین رستے ہیں ان میں سے ایک بے شک ابھی سے استعمال ہو رہا ہوگا باقی جو دو ہیں ان کے لئے کچھ دن ہمیں دیکھنا چاہئے حکومت کیا طریق اختیار کرتی ہے حکومت کو اپنی صفائی کا موقع دینا چاہئے۔ بے شک حکومت سے ہمارے اختلافات ہوئے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم سمجھیں کہ وہ اپنے فرائض سے غافل ہے بالکل ممکن ہے غلطیاں نادانی سے ہوئی ہوں جس طرح یہ ممکن ہے کہ دیدہ دانستہ سب کچھ کیا گیا ہو اسی طرح یہ بھی تو ممکن ہے کہ نادانی سے غلطیاں ہوئی ہوں اس لئے حکومت کو ثابت کرنے کا موقع دینا چاہئے کہ اب تک جو غلطیاں ہوئی ہیں وہ نادانی سے ہوئیں اور اب وہ ایسا طریقہ اختیار کرنے پر آمادہ نہیں۔ ہمیں چاہئے کہ صبر کر کے حکومت کو اپنی بریت کا موقع دیں اور اگر یہ معلوم ہو کہ وہ کچھ نہیں کرنا چاہتی تو پھر ہم کوئی اور ذریعہ اختیار کریں گے۔ پس یہ دن ہمارے امتحان اور صبر کی آزمائش کے دن ہیں دوسروں کی گالیوں سے جوش میں نہیں آنا چاہئے یہی گالیاں ہمیں پچاس سال سے مل رہی ہیں یہ کوئی نئی نہیں ہیں پھر یہ گالیاں رسول کریم ﷺ کو بھی ملتی تھیں جنہیں صحابہ سنتے اور برداشت کرتے تھے اور جائز ذرائع سے جواب دیتے تھے۔ پس ہمارا فرض

ہے کہ تکالیف اُٹھائیں اور دعائیں کرتے رہیں ہاں جائز ذرائع سے ازالہ کی کوشش بھی ہونی چاہیئے۔ یاد رکھو کہ جلد بازی انسان کو کبھی معزز نہیں بنا سکتی جو شخص جلدی کرتا ہے وہ گویا ثابت کرتا ہے کہ وہ اپنے نفس سے آپ ڈرتا ہے۔ جو شخص جلدی کرنا چاہتا ہے وہ گویا یہ ظاہر کرتا ہے کہ دو ماہ کے بعد اس کے ایمان کی یہ حالت نہیں رہے گی اور ظاہر ہے کہ ایسے شخص کے دل میں آج بھی کوئی ایمان نہیں ہے اور صرف اپنے نفس کو دھوکا دے رہا ہے ورنہ دو ماہ تو کیا وہ سال، دو سال، بیس سال بلکہ سو سال کی پرواہ نہ کرتا اور سو سال کے بعد بھی اس کے دل کی کیفیت ویسی ہی ہوتی جیسی اب ہے۔ رسول کریم ﷺ نے شرک کی تردید جس زور کے ساتھ پہلے دن کی کیا وفات کے وقت اس میں کوئی کمی آ گئی تھی؟ نہیں۔ بلکہ ہر روز جوش بڑھتا گیا جس جوش وخروش سے آپ نے پہلے دن شرک کی تردید کی تھی وفات کے قریب بھی اسی شدت سے کر رہے تھے بلکہ بہت زیادہ جوش کے ساتھ اور یہی فرق سچے اور جھوٹے میں ہوتا ہے۔ جھوٹے اُٹھتے ہیں طوفان کی طرح مگر بیٹھ جاتے ہیں جھاگ کی طرح۔ اور سچے اُٹھتے ہیں ایسے طوفان کی طرح جو آخر میں جا کر اور بھی شدت اختیار کر لیتا ہے۔ رسول کریم ﷺ نے جب دعویٰ کیا تو فرمایا کہ شرک چھوڑ دو اور وفات کے وقت شرک کی مذمت آپ اس سے بہت زیادہ جوش سے کرتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وفات کے قریب آپ سخت کرب میں تھے اور کرب کی وجہ سے اِدھر اُدھر کروٹیں بدل رہے تھے اور اس وقت آپ کی زبان پر یہ الفاظ تھے کہ اللہ تعالیٰ لعنت کرے یہود و نصاریٰ پر کہ کم بختوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مساجد بنا لیا۔[۱] اس کا مطلب یہی تھا کہ اے مسلمانو! اگر تم ایسا کرو گے تو تم پر بھی لعنت ہو گی گویا وفات کے وقت جب انسان کو سب کچھ بھول جاتا ہے اُس وقت بھی آپ یہی تعلیم دے رہے تھے۔ پس مؤمن کے لئے بہترین چیز یہی ہے کہ جوشوں کو دبائے اور نیکی وتقویٰ کو کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑے۔ تم اگر دنیا میں کامیابی چاہتے ہو تو یاد رکھو اس کے لئے چار گُر ہیں جن کو مضبوطی سے پکڑ لو جو قوم ان گروں پر کاربند ہو جائے وہ خواہ تعداد کے لحاظ سے کتنی قلیل کیوں نہ ہو اُسے کوئی بڑی سے بڑی طاقت بھی شکست نہیں دے سکتی۔ ایک دنیا دار کی نگاہ میں میری باتیں مضحکہ خیز ہوں گی اور فلاسفر انہیں بیہودہ سمجھے گا لیکن مجھے اس سے کوئی غرض نہیں۔ میں یہ جانتا ہوں کہ روحانی دنیا میں ان کے بغیر کامیابی نہیں ہو سکتی۔

پہلی بات یہ ہے کہ تقویٰ پیدا کرو جب تک تقویٰ نہ ہو خدا تعالیٰ کی نصرت حاصل نہیں ہو سکتی۔

محض منہ کی لفّاظی کبھی کام نہیں دے سکتی دنیاداروں کوتو یہ باتیں سج جاتی ہیں لیکن دینداروں کو نہیں۔ میں نے پہلے بھی کئی بار ذکر کیا ہے کہ سر سکندر حیات خان صاحب کے مکان پر اس غرض سے ایک میٹنگ ہوئی کہ تحریکِ کشمیر میں احرار اور کشمیر کمیٹی والے مل کر کام کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اس موقع پر چوہدری افضل حق صاحب نے کہا کہ ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ احمدیت کو کچل دیں گے، مٹا دیں گے موقع کے لحاظ سے اور دُنیوی لحاظ سے اگر کوئی شخص جواب دیتا تو وہ دوطرح جواب دے سکتا تھا یا تو کہہ دیتا کہ تمہاری ایسی تیسی ایسا کر کے تو دیکھو۔ یا پھر کہتا کہ ہم احرار کو مٹا دیں گے مگر جب میں نے اس فقرہ کا جواب سوچا تو ان میں سے کوئی فقرہ میرے ذہن میں نہ آیا میں نے سوچا اگر کہوں ایسا کر کے تو دیکھو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میں تم سے کمزور نہیں حالانکہ میرے نفس میں کوئی طاقت نہیں دوسرا جواب یہ تھا کہ ہم تم کو مٹا دیں گے اس کے متعلق میں نے سوچا کہ میں یہ کہنے والا کون ہوں کیا پتہ ہے کہ ہم کسی کو مٹا سکیں گے یا نہیں۔ پس میں نے اُس وقت وہی جواب دیا جو اِس کا سچا جواب ہے کہ مٹانا یا قائم رکھنا خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے اگر وہ ہمیں مٹانا چاہے تو آپ لوگوں کو کسی کوشش کی ضرورت ہی نہیں لیکن اگر وہ ہمیں قائم رکھنا چاہے تو کوئی کچھ نہیں کر سکتا اور تقویٰ ہی ہے جو انسان کو ایسے دعووں سے بچاتا ہے کہ میں یہ کر دوں گا وہ کر دوں گا ایسے دعووں کا کیا فائدہ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ قادیان میں یا شاید کسی اور جگہ سخت ہیضہ پھوٹا۔ ایک جنازہ کے موقع پر ایک شخص کہنے لگا یہ لوگ تو خود مرتے ہیں ہیضہ پھیلا ہؤا ہے مگر لوگ کھانے پینے سے باز نہیں آتے خوب پیٹ بھر کر کھا لیتے ہیں یہ خیال بھی نہیں کرتے کہ ہیضہ کے دن ہیں دیکھو ہم تو صرف ایک پُھلکا کھاتے ہیں مگر یہ کم بخت ٹھوستے جاتے ہیں۔ دوسرے روز ایک اور جنازہ آیا کسی نے پوچھا کس کا ہے؟ تو ایک شخص کہنے لگا ایک پُھلکا کھانے والے کا۔ پس اس قسم کے دعووں کا کیا فائدہ کہ ہم یوں کر دیں گے وُوں کر دیں گے ہاں اللہ تعالیٰ جو کہتا ہے وہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ یوں ہو جائے گا۔ انکسار کے یہ معنی نہیں کہ اللہ تعالیٰ جو کہتا ہے اسے بھی چھپائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِيْ۔[۲] ہم نے فرض کر لیا ہے کہ ہم اور ہمارے رسول غالب ہوں گے اب اگر کوئی یہ کہے کہ ہم تمہیں پیس دیں گے تو میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اگر تو میری طاقت کا سوال ہے تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن اگر یہ الفاظ احمدیت کے متعلق کہے گئے ہیں تو یہ کبھی نہیں ہو سکتا احمدیت ضرور غالب ہو کر رہے گی خواہ میرے ہاتھوں سے یا

کسی اور کے ہاتھوں سے۔ خدا تعالیٰ کے وعدوں پر ہمیں اتنا یقین ہے کہ جتنا اپنی جان پر بھی نہیں۔ جو بات ہم اپنی طرف منسوب کریں اس میں انکسار اور عاجزی ہونی چاہئے کیونکہ ہم کیا چیز ہیں نہ ہمارے پاس دولت ہے، نہ مال ہے اور نہ جائیدادیں ہیں، نہ علم ہے، نہ جتھے ہیں، نہ ہمارے پاس فوج ہے، نہ ہمارے پاس حکومت ہے، نہ ترقی کے دُنیوی سامان ہیں اس لئے ہم کیا کر سکتے ہیں لیکن احمدیت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق چونکہ اللہ تعالیٰ کے وعدے ہیں ان کو ہم بار بار دُہراتے جائیں گے بلکہ اگر ان کے اعلان میں ہماری طرف سے کمی آئے تو یہ بے ایمانی کی علامت ہوگی۔

پس اپنے اندر نیکی اور تقویٰ پیدا کرو، صداقت اور راستی پیدا کرو ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ کسی سے لڑائی ہوئی تو جس طرح دریا میں پڑا ہوا پتھر پانی سے گھس گھس کر کچھ اور شکل اختیار کر لیتا ہے اسی طرح اصل واقعہ اور بیان کی شکل وصورت ہی بدل دی جائے۔ اوّل تو غلطی نہ کرو اور ہر قدم پر احتیاط کرو لیکن اگر غلطی کر بیٹھتے ہو تو اس کی سزا بھگتنے کے لئے تیار رہو کہ وہ تمہارے ایمان کی مضبوطی کا باعث ہوگی، وہ تمہاری ترقی کا موجب ہوگی کیونکہ تم آئندہ محتاط رہو گے لیکن اگر کوئی جھوٹ بول کر بچ جائے تو اس کا ایمان ضائع ہو جائے گا اور آئندہ جرم کی جرأت اُسے ہوگی کیونکہ وہ یہی سمجھے گا کہ میں جھوٹ بول کر بچ سکتا ہوں۔

پس اگر اللہ تعالیٰ کا فضل چاہتے ہو تو تقویٰ اور خصوصاً صداقت اور راستی پیدا کرو۔ تمہاری زبان اتنی سچی ہونی چاہئے کہ دشمن بھی تمہاری بات سننے کے بعد یہ کہے کہ اب اس کے متعلق مزید تحقیقات کی ضرورت نہیں۔ جماعت کے امراء، سیکرٹری اور محلوں کے عہدے دار ہمیشہ سچ بول کر دکھائیں اور دوسروں سے امید رکھیں کہ سچ بولیں۔ نمازوں کی پابندی کے متعلق میں نے نصیحت کی تھی اِس وجہ سے پچھلے دنوں مساجد میں حاضری بہت ہو جایا کرتی تھی مگر اب پھر کم ہو رہی ہے میں نے بتایا تھا کہ محلوں کے پریذیڈنٹ اور سیکرٹریوں کا فرض ہے کہ وہ وقتاً فوقتاً حاضری لیا کریں اور مجھے بھی ان لوگوں کے متعلق اطلاع دیا کریں جو نمازوں میں نہ آتے ہوں۔ مگر افسوس کہ عہدہ اور خطاب لینے کے لئے تو ہر شخص تیار ہو جاتا ہے لیکن کام کرنے والے کم ہوتے ہیں۔ اگر میں مجلس میں ان سے سوال کروں کہ کِس کِس نے اپنا فرض ادا کیا ہے تو شاید ہی کوئی ہو جو گردن اونچی کر سکے ورنہ سب کی گردنیں نیچی ہو جائیں۔ اس بات کا ثبوت کہ ان کے ذمّہ جو فرض لگایا گیا تھا اسے انہوں نے ادا نہیں کیا یہ ہے کہ میں

نے کہا تھا کہ ہر شخص اپنے محلّہ کی مسجد میں نماز ادا کرے اور اگر دوسری میں پڑھنا چاہتا ہو تو اسی حلقہ میں نام بھی لکھوالے اگر اس کے بغیر دوسری مسجد میں جا کر نماز پڑھتا ہے تو وہ قانون کو توڑتا ہے مگر ایسی تبدیلیوں کی مجھے کوئی اطلاع نہیں ملی۔ کہتے ہیں

چو کفر از کعبہ برخیزد کُجا ماند مسلمانی

اگر قادیان کے محلوں کے بعض صدر اور سیکرٹری بھی صرف چوہدری بننے کے شائق ہوں تو باہر کی جماعتوں کے عہدیداروں سے کیا امید کی جاسکتی ہے۔ یہ بات پیش کرنا کہ ہماری مساجد بھری رہتی ہیں کوئی چیز نہیں۔ میں مانتا ہوں کہ دوسروں کے دس فیصدی لوگ نمازیں پڑھتے ہیں اور ہمارے پچانوے فیصدی لیکن اگر ہمارے پانچ آدمی بھی نماز میں سست ہیں تو یہ ہمارے لئے موت کا دن ہے بلکہ اگر ایک بھی ہم میں سے باجماعت نماز ادا نہیں کرتا تو ہمارے لئے موت کا دن ہونا چاہئے۔ جو شخص باجماعت نماز ادا نہیں کرتا وہ دو صورتوں سے خالی نہیں یا تو وہ منافق ہے اور ہمارے پیچھے نماز کو جائز نہیں سمجھتا یا پھر پڑھتا ہی نہیں۔ اگر منافق نہیں اور گھر پر ہی نماز پڑھتا ہے تو بھی وہ سست ہے۔ شریعت کا حکم یہی ہے کہ نماز باجماعت ادا کی جائے یہ بڑی ضروری چیز ہے اور اس بارے میں ایک شخص کی کوتاہی بھی بڑی خطرناک ہے لیکن میں جانتا ہوں ایک سے زیادہ ایسے لوگ ہیں جو باجماعت نماز ادا نہیں کرتے لیکن اس کی بہت ساری ذمہ داری پریذیڈنٹوں اور سیکرٹریوں پر بھی ہے اگر وہ قواعد کی پابندی کراتے تو یہ حالت نہ ہوتی مگر اِن میں سے کسی ایک نے بھی کوئی رپورٹ نہیں کی۔ شروع شروع میں محلّہ دارالرحمت نے کچھ انتظام کیا تھا لیکن عرصہ قریب میں ایک محلّہ والوں نے بھی کوئی کام نہیں کیا۔ وہ لوگ جو ایسے سہاروں کے محتاج ہوں وہ ریت کا تودہ ہیں قلعہ کی دیوار نہیں کہلا سکتے۔ سہارے کی ضرورت صرف ٹوٹی ہوئی دیوار کو ہی ہوتی ہے پس جو سہارے کے محتاج ہیں وہ یا تو ٹوٹی ہوئی دیوار ہیں یا تودۂ ریت۔ اپنے اندر تقویٰ، ایسا تقویٰ پیدا کرو جس سے خدا کا جوڑ تمہارے ساتھ ہو جائے۔ تقویٰ ایک ایسی چیز ہے جس سے خدا اور بندہ آپس میں پیوست ہو جاتے ہیں اور ایک کو اگر حرکت ہو تو دوسرے کو آپ ہی آپ ہو جاتی ہے۔ حکومت انگریزی کا جنگ کے وقت سپاہیوں کے لئے قانون ہے غالبًا دوسری حکومتوں کا بھی یہی ہو گا کہ رات کو رائفل سپاہی اپنے جسم کے ساتھ باندھ کر سوئے بِالخصوص ان افواج کے لئے جو سرحد میں مقیم ہوں اس قانون کی پابندی سختی سے کی جاتی ہے

اس کی وجہ یہ ہے کہ پٹھان لوگ رائفل اُٹھا لے جانے کے بڑے شائق ہوتے ہیں اس لئے یہ حکم دیا گیا ہے کہ بندوق کو ساتھ باندھ رکھو جو بندوق کو اُٹھائے گا ساتھ بندوق والے کو بھی اُٹھائے گا اور وہ جب اُٹھے گا تو بغیر لڑائی کے بندوق اس کے حوالہ نہیں کرے گا۔ یہی معنی تقویٰ کے ہیں انسان دنیا میں شیطانی لشکروں سے گھرا ہوا ہے اور تقویٰ کے ذریعہ مؤمن انسان رائفل ہو جاتا ہے جسے خدا تعالیٰ باندھے رکھتا ہے اسے ہلانے سے اللہ تعالیٰ ہِل جاتا ہے اور جو خدا تعالیٰ کو ہلائے وہ بچ کر کہاں جا سکتا ہے۔ پس نمازیں پڑھو، دعائیں کرو، سچ بولو، فتنہ وفساد سے بچو، لوگوں کے حقوق ادا کرو، بڑوں کا ادب کرو، اور چھوٹوں سے حسنِ سلوک سے پیش آؤ، مالی قربانیاں کرو یہ اصل چیز ہے جو تقویٰ کی جان ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا ہوتی ہے اور جس وقت اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں داخل ہو وہ ساری چیزوں کو بھلا دیتی ہے اور آدمی دیوانہ ہو جاتا ہے اس کی حالت بالکل مجذوب کی سی ہو جاتی ہے کچھ عرصہ ہوا مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ شعر الہام ہوا تھا کہ:۔

ہیں تری پیاری نگاہیں دلبرا اک تیغ تیز
جن سے کٹ جاتا ہے سب جھگڑا غمِ اغیار کا

جسے اللہ تعالیٰ کی پیاری نگاہیں نظر آ جائیں اُسے غیر نظر ہی کب آ سکتا ہے۔ محبوب کی محبت ایسی زبردست چیز ہے کہ سب دیگر چیزوں کو پرے ڈال دیتی ہے پھر نہ کوئی مصیبت یاد رہتی ہے اور نہ کوئی رنج ہوتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل سنایا کرتے تھے کہ ایک نیک عورت تھی جس کا لڑکا بھی بہت نیک تھا ایک دفعہ آپ اس کے گھر علاج کے لئے یا کسی اور وجہ سے گئے تو دیکھا کہ ایک ہی لحاف ہے اور ایک قرآن شریف ہے آپ کو بہت رحم آیا اور آپ نے کہا مائی! آپ کو بڑی تکلیف ہوتی ہوگی اگر کوئی ضرورت ہو تو بتاؤ میں پوری کر دوں؟ اس نے جواب دیا کہ اللہ کا دیا بہت کچھ ہے لحاف بھی ہے اور قرآن شریف بھی ہے۔ قرآن شریف دونوں باری باری پڑھ لیتے ہیں اور رات کو سوتے وقت لحاف لے لیتے ہیں جب ایک پہلو سرد ہو جاتا ہے تو دوسرا بدل کر اسے گرم کر لیتے ہیں میں بیٹے سے کہہ دیتی ہوں کہ کروٹ بدل لے بڑی آرام کی زندگی ہے۔ دیکھو! کیا محبت ہے۔ اس نے سوال کی ضرورت ہی نہ سمجھی تم میں سے کتنے ہیں جو سوال نہیں کرتے پھر کتنے ہیں جو حاجت مند کی طرف سے سوال کا انتظار نہیں کرتے اور خود بخود ہی اسے پورا کر دیتے ہیں۔ جس طرح سوال کرنا مذموم فعل ہے

اسی طرح اسلام میں خود بخود حاجت مندوں کی حوائج پورے کرنے کی طرف توجہ نہ کرنا بھی مذموم ہے اس لئے میں نے محلّہ والوں کا یہ بھی فرض رکھا تھا کہ غریبوں کی خبر گیری کریں اور ان کے لئے کام بھی مہیا کریں اس طرف بھی توجہ نہیں کی گئی اب بھی روزانہ درخواستیں میرے پاس آتی ہیں کہ اتنے لوگوں کے لئے کپڑوں کی ضرورت ہے، آٹے کی ضرورت ہے حالانکہ میں کہہ چکا ہوں ہم امداد دینے کو تیار ہیں لیکن لوگوں کے لئے مستقل کام مہیا کرو۔ پس کامیابی کے لئے سب سے پہلی چیز تقویٰ ہے۔ دنیا بے شک ہنسے گی کہ کیا بیوقوف آدمی ہے سمجھتا ہے کہ نمازیں پڑھنے، روزے رکھنے، اور استغفار کرنے سے ہم جیت جائیں گے مگر ہم جانتے ہیں کہ اس سے زیادہ کارگر ہتھیار اور کوئی نہیں۔

دوسری چیز کامیابی کے لئے تقویٰ کا دوام ہے اگر تمہارے اندر تقویٰ ہے اور تمہاری اولاد کے اندر نہیں تو یہ ایک ایسا درخت ہے جو سوکھ جائے گا اور باغ میں وہی درخت لگایا جاتا ہے جس سے امید ہو کہ وہ لمبے عرصہ تک پھل دے گا پس جس نخل کو تم نے سالہا سال کے مصائب اور اپنے خون سے سینچ کر پالا ہے وہ اگر آپ ہی سوکھ جائے تو کس قدر افسوس کی بات ہوگی اس لئے یہ چیز نہایت ضروری ہے کہ تم اپنی اولادوں میں تقویٰ پیدا کرو اور اگر یہ سلسلہ جاری ہو جائے تو تم کو کون مٹا سکتا ہے تم سدا بہار درخت ہو جاؤ گے جس پر کبھی خزاں نہیں آتی۔ پس میری دوسری نصیحت یہی ہے کہ اگر کامیابی چاہتے ہو تو اپنی اولادوں میں تقویٰ اور اخلاص پیدا کرو، محبتِ الٰہی پیدا کرو، صداقت پیدا کرو، انہیں غفلت، سستی، فریب، دھوکا سے بچاؤ، نیکی کرنے اور نمازوں کی عادت ڈالو، فساد، بددیانتی اور فسق و فجور سے بچاؤ، ان کے اندر اعلیٰ اخلاق پیدا کرو جن پر عمل دنیا کی خاطر نہ ہو بلکہ خدا کیلئے ہو جو شخص دنیا کیلئے بااخلاق ہے وہ صرف بااخلاق ہے لیکن جو اس لئے اعلیٰ اخلاق رکھتا ہے کہ خدا تعالیٰ خوش ہو وہ مذہبی آدمی ہے۔

تیسری چیز یہ ہے کہ قربانیاں کرو تقویٰ کے بعد اس کی بہت ضرورت ہے تمہارے اندر خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان ہونے کی دائمی خواہش ہونی چاہئے اب سیکرٹری پیچھے پیچھے پھرتے ہیں کہ چندہ دو۔ بے شک ہر جماعت میں ایسے بھی دوست ہوں گے جو گھر پر آ کر چندہ دیتے ہوں مگر بعض نادہند بھی ہیں اور کئی بار مانگنے پر ادا کرتے ہیں۔ یاد رکھو! روپیہ کی قربانی سب سے ادنیٰ قربانی ہے اس کے علاوہ جانی قربانیاں ہیں کئی نوجوان زندگیاں وقف کرنے لگتے ہیں تو دوسرے روکتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ تو

ہر قسم کی قربانیاں چاہتا ہے یہ نہ سمجھو کہ انگریزی حکومت میں جانی قربانیوں کا امکان نہیں یہ کوئی قرآن کا حکم تو نہیں کہ تم ضرور انگریزی علاقے میں ہی بیٹھے رہو۔ ایسے علاقے میں بھی جا سکتے ہو جہاں جان کا خطرہ ہو۔ یہاں تو گو پولیس ہماری مخالف ہو پھر بھی اسے دخل دینا ہی پڑتا ہے لیکن کئی ایسے ممالک ہیں جہاں کوئی حکومت ہے ہی نہیں مثلاً آزاد سرحدی علاقہ ہے چین کے بعض حصے ہیں، امریکہ کے بعض حصے بھی ایسے ہیں، خود یونائیٹڈ سٹیٹس آف امریکہ جو اتنی بڑی حکومت ہے وہاں بھی گورے لوگ حبشیوں کو غصہ میں آکر مار ڈالتے ہیں، شکاگو میں سینکڑوں ایسے واقعات ہو چکے ہیں تو دنیا میں ایسے ممالک ہیں جن میں اب بھی قانون کی حکومت نہیں ایسے ممالک میں جان کی قربانی کی ضرورت ہو سکتی ہے۔ پس احمدیت جانی، مالی اور وقتی سب قسم کی قربانیوں کا مطالبہ کرتی ہے جب تک ہم انہیں ادا نہ کریں اور بغیر تحریک کے ادا نہ کریں کامیابی نہیں ہو سکتی۔ چاہئے کہ ہر شخص خود اپنی ذمہ داری کو محسوس کرے۔

چوتھی چیز دعا ہے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرو بہت لوگ ہیں جو رسمی دعائیں کرتے ہیں جو ملے گا اسے کہہ دیں گے دعا کرنا مگر دعا کو معمولی چیز نہ سمجھو بلکہ یقین رکھو کہ جب ہمارے دل سے دعا نکلے گی تو زمین و آسمان کو ہلا دے گی۔ جب تک یہ یقین نہ ہو دعا دعا نہیں بلکہ بکواس ہے دعا محض منہ کے الفاظ یا دماغ کے خیالات نہیں بلکہ ایسی چیز ہے جس کے پیچھے یقین اور ایمان کے پہاڑ ہیں۔ بچہ ماں سے سوال کرتا ہے تو اسے یقین ہوتا ہے کہ ضرور پورا کر دے گی اور نہ بھی مانے گی تو میں منوا کر چھوڑوں گا۔ اسی طرح وہی دعا قبول ہوتی ہے جس کے متعلق بندہ یقین رکھے کہ یہ ضرور سنی جائے گی اور میں اسے سنوا کر رہوں گا۔ جب تک یہ چار باتیں تمہارے اندر پیدا نہ ہوں کامیابی محال ہے اور جب یہ پیدا ہو جائیں گی تو کوئی طاقت تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔ پس اپنے جوشوں کو دباؤ، محبت سے کام لو، فتنہ و فساد سے بچو اور ایمان و صداقت کے اس راستے پر قائم رہو جو رسول کریم ﷺ نے بتایا اور جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دوبارہ آکر زندہ کیا ہے پھر دیکھو تمہاری کامیابی کے رستہ میں کوئی رُکاوٹ نہ ہو گی۔

اس کے بعد مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کچھ الہامات جو آپ کی زندگی کے آخری ماہ جولائی میں ہوئے گویا وفات سے نو ماہ قبل، پڑھ کر سناتا ہوں ان الہامات کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں کوئی خاص مصائب نہیں آئے جس سے ثابت ہے کہ یہ الہامات آئندہ زمانہ

کے متعلق ہیں۔ ۱۲؍ جولائی کا الہام ہے رَبِّ اَخْرِجْنِیْ مِنَ النَّارِ۔[۳] اے میرے ربّ! ایک جہنّم تیار کی گئی ہے اس سے مجھے نکال۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَخْرَجَنِیْ مِنَ النَّارِ۔[۴] سب تعریفیں خدا کے لئے ہیں جس نے مجھے اس آگ سے نکالا۔ اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ۔[۵] ایک لشکرِ جرار مقابلہ کے لئے کھڑا ہے مگر میں اس رسول کے ساتھ کھڑا ہو کر لڑوں گا۔ اَلُوْمُ مَنْ یَّلُوْمُ۔[۶] لوگ اس رسول کو گالیاں دیں گے مگر میں اس پر انہیں ذلیل کروں گا اور زیر ملامت لاؤں گا۔ پھر الہام ہوتا ہے ''غلام احمد کی جے''[۷] دیکھو ان الہامات میں کس طرح بتایا گیا ہے کہ آپ کے متبعین کے لئے ایک جہنّم تیار کی جائے گی یہ جہنّم چونکہ آپ کے زمانہ میں نہیں، اس لئے لازماً آپ کے بعد کے زمانہ کے لئے ماننی پڑے گی مگر اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھیوں کو اس سے بچالے گا، کثرت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں دی جائیں گی جن کا جواب خود خدا دے گا اور اُس وقت تک تائیدِ الٰہی ختم نہ ہوگی جب تک احمدیت کی فتح نہ ہو اور دنیا میں ''غلام احمد کی جے'' کے نعرے بلند نہ ہوں۔ جے کا لفظ بتاتا ہے کہ اس مخالفت میں ہندو بھی مسلمانوں کے ساتھ شریک ہوں گے لیکن بتادیا ہے کہ آخر وہ جے کہنے پر مجبور ہوں گے۔ پس اللہ تعالیٰ کے کلام میں خبریں ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد ابتلاء آئیں گے اور سخت آئیں گے گالیاں دی جائیں گی ہندو بھی مخالفت میں مسلمانوں کے ساتھ شامل ہو جائیں گے مگر اللہ تعالیٰ احمدیت کو فتح دے گا۔ حتّٰی کہ مخالف بھی پکار اُٹھیں گے کہ ''غلام احمد کی جے''

پس ان گالیوں سے مت گھبراؤ اور مخالفتوں سے مت ڈرو خدا تعالیٰ کے کلام پر یقین رکھو کہ اس سے زیادہ سچا کوئی نہیں خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے جہنّم تیار کئے جانے کی خبر دی ہے اور پھر یہ بھی خبر دی ہے کہ وہ ٹھنڈی کر دی جائے گی۔ بتایا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں دی جائیں گی مگر یہ بھی بتایا ہے کہ ان کا جواب مَیں خود دوں گا اور گالیاں دینے والوں کو رُسوا کر دوں گا۔ جو چیز آسمان پر مقدّر ہو چکی ہے اسے کون ٹال سکتا ہے۔ بے شک میں، آپ، اور سارے احمدی مل کر بھی کچھ نہیں کر سکتے مگر جس کا یہ کلام ہے وہ سب کچھ کر سکتا ہے اور اس نے فرمایا ہے کہ میں کر کے دکھا دوں گا۔

(الفضل ۱۷؍ جون ۱۹۳۵ء)

۱۔ بخاری کتاب الجنائز۔ باب مَایُکْرَہُ مِنْ اِتِّخَاذِ المساجد علَی القبور

۲۔ المجادلة: ۲۲

۳ تا ۷۔ تذکرہ صفحہ ۷۲۳۔ ایڈیشن چہارم